فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب مدظلہ

جمعۃ المبارک 23 جمادی الاولیٰ 1445 08 دسمبر 2023

شمارہ 231

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- حفاظت کی غرض سے قبر کو پختہ کرنا
- ساتھ نہ رہنے کی صورت میں عدت کا حکم
- جیلیٹن کے استعمال کا حکم
- قضاء روزے ادا کرتے وقت آسان وقت کا انتخاب

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی

C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

حفاظت کی غرض سے قبر کو پختہ کرنا

سوال: آج کل قبرستانوں میں تدفین کے بعد قبر کو ایک شکل دی جاتی ہے تاکہ کوئی نقصان نہ ہو اور نشانی رہے۔ اس سلسلے میں اس قبر کا کس حد تک پختہ ہونا اور کس حد تک اس کی حفاظت لواحقین کے ذمے ہے؟ اس سے متعلق مفصل جواب یا کسی کتاب کا جو قبر پختہ بنانے کے متعلق ہو، نام تجویز فرمائیے۔

جواب: شریعت اسلامیہ نے مسلمان میت کی شرافت و احترام کے پیش نظر دفنانے کا انتظام اس کے لواحقین کی ذمہ داری قرار دیا ہے، اس کے لیے قبر کی گہرائی سینے کے برابر ہو، نیز اگر مٹی نرم ہونے کی وجہ سے قبر کی دیوار گرنے کا خطرہ ہو تو کچے بلاک سے اندر دیوار بنانا بھی جائز ہے، اسی طرح دفن کے بعد اوپر سلیب سے قبر کو پاٹنا، ایک بالشت اونچائی تک مٹی ڈالنا، کنکر ملی مٹی ڈالنا اور پانی کا چھڑکاؤ کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن قبر کو سیمنٹ وغیرہ سے پختہ بنانا، اس پر چبوترہ بنانا، چار دیواری بنانا یا کسی بھی قسم کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ سے روایت منقول ہے: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر، وأن يقعد عليه، وأن يبنى عليه» (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه) ترجمہ: ”رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبر پر چونا لگایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے اور اس پر عمارت بنائی جائے“۔

نیز علامت کے طور پر قبر کے سرہانے کتبہ لگانا جائز ہے، جبکہ وہ قرآنی آیات اور اشعار وغیرہ سے خالی ہو۔

١۔«(ولا يجصص) للنهي عنه (ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء وقيل: لا بأس به، وهو المختار) كما في كراهة السراجية. وفي جنائزها: لا بأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن منه) بعد إهالة التراب . . . قوله: (وقيل: لا بأس به إلخ) . . . وأما البناء عليه، فلم أر من اختار جوازه. وفي شرح المنية عن منية المفتي: المختار أنه لا يكره التطيين. وعن أبي حنيفة: يكره أن يبني عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك.» (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت)

٢۔«قوله: (لا بأس بالكتابة إلخ) لأن النهي عنها وإن صح فقد وجد الإجماع العملي بها، فقد أخرج الحاكم النهي عنها من طرق، ثم قال: هذه الأسانيد صحيحة وليس العمل عليها؛ فإن أئمة المسلمين من المشرق إلى المغرب مكتوب على قبورهم، وهو عمل أخذ به الخلف عن السلف اهـ ويتقوى بما أخرجه أبو داود بإسناد جيد «أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - حمل حجرا فوضعها عند رأس عثمان بن مظعون وقال: أتعلم بها قبر أخي وأدفن إليه من مات من أهلي» فإن الكتابة طريق إلى تعرف القبر بها، نعم يظهر أن محل هذا الإجماع العملي على الرخصة فيها ما إذا كانت الحاجة داعية إليه في الجملة كما أشار إليه في المحيط بقوله وإن احتيج إلى الكتابة، حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به. فأما الكتابة بغير عذر: فلا اهـ حتى إنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو إطراء مدح له ونحو ذلك حلية ملخصا.» (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت)

٣۔«ولا يجصص، ولا بأس برش الماء عليه، ويكره أن يبنى على القبر أو يقعد أو ينام عليه أو يوطأ عليه أو تقضى حاجة الإنسان من بول أو غائط» (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن)

٤۔«(ويكره الآجر) بالمد: الطوب المحرق (والخشب)؛ لأنهما لإحكام البناء، وهو لا يليق بالميت؛ لأن القبر موضع البلى. وفي الإمداد: وقال بعض مشايخنا: إنما يكره الآجر إذا أريد به الزينة، أما إذا أريد به دفع أذى السباع أو شيء آخر لا يكره.» (اللباب في شرح الكتاب، كتاب الصلاة، باب الجنائز)

۵۔«قال في الشرح: وقد اعتاد أهل مصر وضع الأحجار، حفظا للقبور عن الإندراس والنبش ولا بأس به.» (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب أحكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها)

ساتھ نہ رہنے کی صورت میں عدت کا حکم

سوال: میری بہن کا اپنے شوہر کے ساتھ پچھلے پانچ سال سے کوئی رابطہ نہیں ہے، نہ اس کے ساتھ گھر پر رہائش ہے، نہ ہی فون پر کسی قسم کا کوئی رابطہ ہے، تو طلاق کی صورت میں عدت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: عدت کا تعلق میاں بیوی کے ساتھ رہنے سے نہیں ہے، اگر میاں بیوی کافی عرصے سے الگ رہ رہے ہوں، اور ان کا آپس میں کوئی تعلق نہ ہو تب بھی طلاق یا خلع کی صورت میں عورت پر عدت گزارنا واجب ہوتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق یا (شوہر کی رضامندی کے ساتھ) خلع ہوجانے کی صورت میں آپ کی ہمشیرہ پر شرعی عدت (جو کہ حمل نہ ہونے کی صورت میں پوری تین ماہواریاں، اور جس عورت کو ماہواری نہ آتی ہو اس کے لیے تین ماہ ہیں) گزارنا لازم ہوگا۔

«هي انتظار مدة معلومة يلزم المرأة بعد زوال النكاح حقيقة أو شبهة المتأكد بالدخول أو الموت كذا في شرح النقاية للبرجندي. رجل تزوج امرأة نكاحا جائزا فطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاوى قاضي خان... إذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا أو رجعيا أو ثلاثا أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء سواء كانت الحرة مسلمة أو كتابية كذا في السراج الوهاج. والعدة لمن لم تحض لصغر أو كبر أو بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة أشهر كذا في النقاية" (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ١/٥٢٦)

«لأنّ العدة وجبت للتعرف عن براءة الرحم في الفرقة الطارئة على النكاح ... ثمّ كونها تجب للتعرف لا ينفي أن تجب لغيره أيضًا، وقد أفاد المصنف فيما سيأتي أنها أيضًا تجب لقضاء حق النكاح بإظهار الأسف عليه، فقد يجتمعان كما في مواضع وجوب الأقراء، وقد ينفرد الثاني كما في صور الأشهر". (فتح القدير، العدة: ٤/ ٣٠٨)

جیلیٹن کے استعمال کا حکم

سوال: ایک صاحب، جو جرمنی میں رہتے ہیں، نے فش کیپسول (fish capsules) استعمال کیے جس میں فش آئل (fish oil) ہوتا ہے۔ ان کیپسولس کے باہر ایک جھلی ہوتی ہے جو جیلیٹن (gelatin) کی بنی ہوتی ہے۔ یہ جیلیٹن گائے کی چربی سے بنا ہوا ہوتا ہے لیکن عام طور پر جرمنی میں گائے بھی حلال نہیں ہوتیں۔ اس سلسلے میں رہنمائی فرمایئے گا کہ درست طریقہ کار کیا ہے؟ کیا اوپر کی جھلی ہٹا کر صرف اندر کا تیل استعمال کرنا درست ہوگا؟

جواب: واضح ہو کہ ''جیلیٹن'' کی حلت وحرمت کا دار ومدار اس کے ماخذ پر ہے، کہ اسے کن ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے، لہذا ''جیلیٹن'' اگر نباتات یعنی پودوں (Plants) یا حلال جانوروں کی کھال یا ہڈی سے حاصل کی گئی ہو اور اس جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو تو ایسی ''جیلیٹن'' حلال ہے، جس چیز میں اس کا استعمال ہو وہ بھی حلال ہے، اور اگر وہ حرام جانوروں سے حاصل کی گئی ہو، یا حلال مردار جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کا استعمال حرام ہے، اور جس چیز میں اس کا استعمال ہو وہ بھی حلال نہیں ہوگی، لہذا اگر تحقیق سے یہ معلوم ہوجائے کہ فش کیپسولس (fish capsules) میں حرام جیلاٹین استعمال کی گئی ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، اور اگر یہ معلوم ہوجائے کہ حلال جیلیٹن شامل ہے تو ان کا استعمال، اور اسی طرح کسی مستند حلال سرٹیفائڈ کمپنی کے فش کیپسولس کا استعمال بھی جائز ہوگا، اور جب تک معلوم نہ ہو، تو اجتناب بہتر ہے۔

{يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا} (القرآن الكريم: المؤمنون: ٥١)

النعمان بن بشير، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: « الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس، فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه.

(صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه)

(ومنها) الاستحالة...الحمار أو الخنزير إذا وقع في المملحة فصار ملحا أو بئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافا لأبي يوسف. (الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس)

(وأما) الذي له دم سائل فلا خلاف في الأجزاء التي فيها دم من اللحم والشحم والجلد ونحوها أنها نجسة؛ لاحتباس الدم النجس فيها، وهو الدم المسفوح. (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة، فصل في الطهارة الحقيقية)

قضاء روزے ادا کرتے وقت آسان وقت کا انتخاب

سوال: قضا روزوں کے لیے اگر یہ نیت ہو کہ ہفتہ اتوار کو چھٹی ہے اس لیے ان دنوں میں رکھ لیں گے، یا سردیوں میں دن چھوٹے ہیں تو اس میں رکھ لیں گے، یعنی آسانی تلاش کی جائے تو کیا اس طرح نیت کرنا شرعاً مکروہ ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی عذر کی بناء پر رمضان میں روزے نہ رکھ سکے، تو بہتر یہ کہ جیسے ہی عذر ختم ہو جائے، فوراً رمضان کے روزوں کی قضاء کر لینی چاہیے، بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں، لیکن چونکہ رمضان کے روزوں کی قضاء کا کوئی وقت متعین نہیں، آدمی موت سے پہلے پہلے جب بھی قضاء کرنا چاہے کر سکتا ہے، لہٰذا عذر ختم ہونے کے بعد روزوں کی قضاء کے لیے آسانی تلاش کرنا اور سردیاں آنے کا انتظار کرنا شرعاً مکروہ تو نہیں، لیکن تاخیر نامناسب ہے، بہتر یہ ہے کہ فوراً قضاء کر لینی چاہیے، البتہ اگر اتنی تاخیر کی کہ اگلا رمضان آ گیا تو پہلے اس رمضان کے روزے رکھنے ہوں گے اس کے بعد قضاء روزے رکھے جائیں گے۔

وأما بيان شرائط وجوبه فمنها القدرة على القضاء--- فإن برئ المريض أو قدم المسافر وأدرك من الوقت بقدر ما فاته يلزمه قضاء جميع ما أدرك، ---وأما وقت وجوبه فوقت أدائه وقد ذكرناه وهو سائر الأيام خارج رمضان سوى الأيام الستة لقوله تعالى {فمن كان منكم مريضا أو على سفر فعدة من أيام أخر} [البقرة: ١٨٤] أمر بالقضاء مطلقا عن وقت معين فلا يجوز تقييده ببعض الأوقات إلا بدليل.والكلام في كيفية وجوب القضاء أنه على الفور أو على التراخي---وذلك على التراخي عند عامة مشايخنا---المذهب عند أصحابنا أن وجوب القضاء لا يتوقت لما ذكرنا أن الأمر بالقضاء مطلق عن تعيين بعض الأوقات دون بعض، فيجري على إطلاقه.ولهذا قال أصحابنا: إنه لا يكره لمن عليه قضاء رمضان أن يتطوع، ولو كان الوجوب على الفور لكره له التطوع قبل القضاء لأنه يكون تأخيرا للواجب عن وقته المضيق، وإنه مكروه، وعلى هذا قال أصحابنا: إنه إذا أخر قضاء رمضان حتى دخل رمضان آخر فلا فدية عليه.(بدائع الصنائع:كتاب الصوم،فصل حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته)

وقضاء رمضان إن شاء فرقه وإن شاء تابعه لإطلاق النص لكن المستحب المتابعة مسارعة إلى إسقاط الواجب وإن أخره حتى دخل رمضان آخر صام الثاني لأنه في وقته وقضى الأول بعده لأنه وقت القضاء ولا فدية عليه لأن وجوب القضاء على التراخي حتى كان له أن يتطوع-(الهدايه:كتاب الصوم،فصل في من كان مريضا في رمضان)

وأما عدم وجوب الترتيب فلقوله تعالى {فعدة من أيام أخر} [البقرة: ١٨٤] من غير شرط الترتيب ---لكن المستحب أن يقضيه مرتبا متتابعا مسارعة إلى إسقاط الواجب ولهذا يستحب له أن لا يؤخره بعد القدرة عليه---(فإن جاء رمضان قدم الأداء على القضاء) أي إذا كان عليه قضاء رمضان ولم يقضه حتى جاء رمضان الثاني صام رمضان الثاني لأنه في وقته وهو لا يقبل غيره ثم صام القضاء بعده لأنه وقت القضاء ولا فدية عليه-(تبيين الحقائق:كتاب الصوم،فصل فی العوارض)

(وقضوا) لزوما (ما قدروا بلا فدية و) بلا (ولاء) لأنه على التراخي ولذا جاز التطوع قبله بخلاف قضاء الصلاة. (و) لو جاء رمضان الثاني (قدم الأداء على القضاء) ولا فدية لما مر-(الدر المختار مع رد المحتار:كتاب الصوم،فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم)

ختم شد